سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ رضؓ

طالب الہاشمی

حضرت نعمان بن بشیر انصاریؓ

حضرت نعمان بن بشیر انصاریؓ

(۱)

دین سے محبت اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بوڑھا وہ منعمِ حقیقی جسے چاہے یہ نعمت عطا کر دے۔ عہدِ رسالت کے اواخر میں اہل مدینہ نے ایک کمسن بچے کے شغفِ دین اور عشقِ رسولؐ کی عجب کیفیت دیکھی۔ یہ بچہ اکثر بارگاہِ نبویؐ میں حاضر رہتا تھا اور بڑے ذوق وشوق سے آپؐ سے دین کی باتیں سیکھتا تھا۔ حضوؐر وعظ کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوتے تو وہ منبر کے قریب بیٹھ جاتا، نہایت غور سے آپؐ کے ارشادات سنتا اور انھیں یاد کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ حضوؐر کے پیچھے نمازیں پڑھتا اور رمضان المبارک کی راتوں میں آپؐ کے ساتھ جاگ کر عبادت کیا کرتا تھا۔ حضوؐر کو بھی اس بچے سے بڑی محبت تھی اور آپؐ اس پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضوؐر کے پاس طائف سے انگور آئے۔ یہ بچہ بھی اُس وقت آپؐ کی خدمت میں موجود تھا۔ حضوؐر نے اس کو دو خوشے عنایت کیے اور فرمایا، ''بیٹا ایک خوشہ تمھارا ہے اور ایک تمھاری والدہ کا، گھر جا کر ان کو دے دینا۔'' وہ بچے ہی تو تھے راستہ میں اپنا خوشہ کھایا تو بہت مزہ آیا، دوسرا خوشہ بھی چٹ کر گئے اور ماں کو بتایا تک نہیں۔ چند دنوں کے بعد حضوؐر نے ان سے پوچھا ''کیوں بیٹا اپنی ماں کو انگور کا وہ خوشہ دے دیا تھا۔'' صادق الامین ﷺ کے فیضِ صحبت نے ان کو نہایت راست باز بنا دیا تھا، عرض کیا ''نہیں یا رسول اللہ، دونوں خوشے میں نے خود ہی کھا لیے تھے۔'' ان کا جواب سُن کر حضوؐر متبسّم ہو گئے اور ان کا کان پکڑ کر فرمایا ''یا غدر (بڑے مکار ہو)۔''

یہ بچہ جس نے سیّد الانبیاء والمرسلین ﷺ کی شفقت اور لاڈ پیار سے حصہٗ وافر پایا تھا اور جس کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے والہانہ لگاؤ تھا، حضرت نعمان بن بشیر انصاریؓ تھے۔

(۲)

حضرت ابوعبد اللہ نعمان بن بشیرؓ کا تعلق خزرج کے خاندان بنو حارث سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج الاکبر۔

حضرت نعمانؓ ۲ ہجری میں غزوۂ بدر سے تین چار ماہ پہلے پیدا ہوئے۔ انھوں نے ہوش کی آنکھیں کھولیں تو اپنے گھر کے درودیوار پر اسلام کو پرتوفگن دیکھا۔ ان کے والد حضرت بشیر بن سعدؓ انصار کے سابقین اوّلین میں سے تھے اور سرورِکونین ﷺ کے نہایت مخلص شیدائی تھے۔ وہ بیعت عقبۂ کبیرہ (۱۳ نبوت) میں شریک تھے اور بدر، اُحد، احزاب اور دوسرے تمام غزوات میں بھی سرورِعالم ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ حضوؐر کے وصال کے بعد انصار کے ایک بڑے طبقے کا خیال یہ تھا کہ رئیسِ خزرج حضرت سعد بن عبادہ ساعدی انصاریؓ کو مسندِ خلافت پر بیٹھنا چاہیے لیکن حضرت بشیر بن سعدؓ نے مہاجرین کے حقِ خلافت کی پُرزور حمایت کی اور انصار میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی۔

حضرت نعمانؓ کی والدہ حضرت عمرہ بنتِ رواحہؓ جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی ہمشیرہ تھیں اور نہایت مخلص صحابیہ تھیں۔ انھیں اپنے فرزند نعمانؓ سے بے پناہ محبت تھی۔ ایک مرتبہ انھوں نے ایک خاص جائداد حضرت نعمان کے نامہ ہبہ کرنی چاہی اور اپنے شوہر حضرت بشیر بن سعدؓ کو بھی اس پر آمادہ کرلیا۔ پھر انھوں نے حضرت بشیرؓ سے کہا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنالیجیے۔ حضرت بشیر ننھے نعمانؓ کو ساتھ لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یارسول اللہ آپؐ گواہ رہیے کہ میں اپنی فلاں جائداد اس لڑکے کو دیتا ہوں۔"

حضوؐر نے پوچھا۔ "کیا تم نے اس کے دوسرے بھائیوں کو بھی اس جائداد میں سے حصہ دیا ہے۔"

حضرت بشیرؓ نے عرض کیا۔ "نہیں یارسول اللہ"

حضورؐ نے فرمایا۔ ''تو پھر میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔'' ایک اور روایت میں آپؐ سے یہ الفاظ منسوب ہیں، ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل وانصاف کیا کرو۔''

اس پر حضرت بشیرؓ خاموشی سے گھر لوٹ گئے اور حضرت عمرہؓ نے بھی ارشادِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

یہ جائداد جو حضرت نعمانؓ کے والدین ان کو بہ طورِ خاص دینا چاہتے تھے کیا تھی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ کوئی زمین تھی اور بعض میں ہے کہ یہ ایک غلام تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کہا جاتا ہے کہ ہجرتِ نبوی کے بعد حضرت نعمانؓ پہلے بچے تھے جو ایک انصاری گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والدین کو ان سے غیر معمولی محبت تھی اور وہ ان کو اکثر حضور پُر نور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں لے جاتے اور آپؐ سے ان کے لیے دعا کراتے تھے۔ اسی بات سے ننھے نعمانؓ کے دل میں رحمتِ عالم ﷺ کے لیے بے انتہا عقیدت اور محبت پیدا ہوگئی اور وہ فیضانِ نبوی سے خوب خوب بہرہ یاب ہوئے۔ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری میں حضورؐ کے وصال کے وقت حضرت نعمانؓ کی عمر آٹھ سال ۷ ماہ کی تھی۔ اس کم عمری کے باوجود انھوں نے حضورؐ کے ارشادات کی ایک کثیر تعداد حفظ کر لی تھی۔

(۳)

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت نعمان بن بشیرؓ کی کسی سرگرمی کا سراغ نہیں ملتا البتہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت سے سخت صدمہ پہنچا اور وہ ان کا خون آلودہ کرتہ اور ان کی اہلیۂ محترمہ حضرت نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں حضرت معاویہؓ کے پاس دمشق لے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کے آغاز ہی میں جب ان کے اور امیر معاویہؓ کے درمیان اختلافات شروع ہوئے تو حضرت نعمانؓ نے امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا۔ امیر معاویہؓ نے حضرت نعمانؓ کا بہت اعزاز واکرام کیا اور اپنے عہدِ خلافت میں انھیں کئی اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ مورّخ یعقوبی کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ کے حکم سے حضرت نعمانؓ نے دو ہزار کی جمعیت کے ساتھ عین التمر پر حملہ کیا۔ وہاں اس وقت حضرت علیؓ کی طرف سے مالک بن کعب حاکم تھے۔ انھوں نے حملہ آور لشکر کو پسپا

کرؔ دیا۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت نعمانؓ خود اس لشکر کی قیادت کر رہے تھے یا انھوں نے کسی دوسرے شخص کو اس مہم پر بھیجا تھا۔

۵۳ ہجری میں دمشق کے قاضی حضرت فضالہ بن عبید انصاریؓ نے وفات پائی تو امیر معاویہؓ نے حضرت نعمانؓ کو ان کا جانشین بنایا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد انھوں نے حضرت نعمانؓ کو یمن کا امیر بنا دیا۔ اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ۵۹ ہجری میں امیر معاویہؓ نے حضرت نعمانؓ کو کوفہ کے اہم صوبہ کا والی مقرر کیا۔ وہ اسی عہدہ پر فائز تھے کہ رجب ۶۰ ہجری میں امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور یزید اوّل تختِ حکومت پر بیٹھا۔ اہلِ کوفہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو بنو امیہ کے مخالفین حضرت سلیمان بن صرد الخزاعیؓ کے مکان پر جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ حضرت حسین بن علیؓ کی خدمت میں خط لکھ کر گزارش کی جائے کہ وہ ان کے پاس کوفے تشریف لائیں۔ ہم لوگ ان کی بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ خط بھیجنے کے بعد اہلِ کوفہ نے اس مضمون کے خطوں کا تار باندھ دیا۔ حضرت حسینؓ کو پے درپے ان کے خطوط ملے تو انھوں نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے کوفہ بھیجا۔ مسلم بن عقیلؓ کوفہ پہنچے تو بارہ (یا بروایتِ دیگر اٹھارہ) ہزار آدمیوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ کو ان حالات کی اطلاع ملی تو انھوں نے چشم پوشی سے کام لیا لیکن جب حکومت کے مخالفین کی سرگرمیاں بڑھنے لگیں تو حضرت نعمانؓ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کے سامنے ایک پُرزور خطبہ دیا جس میں کہا:

''لوگو! خدا سے ڈرو اور فتنہ پیدا نہ کرو کیوں کہ اس میں جانیں ضائع ہوتی ہیں، خونریزی ہوتی ہے اور مال لوٹے جاتے ہیں۔ جو شخص مجھ سے نہ لڑے گا میں بھی اس سے نہ لڑوں گا، جو مجھ پر حملہ نہ کرے گا میں بھی اس پر حملہ نہ کروں گا۔ نہ ظن وگمان کی بنا پر کسی کو پکڑوں گا ہاں جس کا جرم واضح ہو گیا اور پتہ چل گیا کہ اس نے بیعت توڑ دی ہے تو پھر جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں اس پر وار کرتا چلا جاؤں گا خواہ میں بالکل اکیلا ہی کیوں نہ ہوں۔''

اس مجمع میں بنواُمیّہ کا ایک پُرجوش حامی عبداللہ بن مسلم بھی موجود تھا اس کو حضرت نعمانؓ کی نرمی پسند نہ آئی اس نے اٹھ کر کہا:

''اے امیر آپ کا طرزِ عمل کم زوری کے مترادف ہے۔ یہ نرمی کا نہیں سختی کا موقع ہے۔''

حضرت نعمانؓ نے فرمایا— ''میں خدا کی معصیت میں قوی ہونے پر اس
کی اطاعت میں کم زور رہنے کو ترجیح دیتا ہوں اور جو پردہ خدا نے کسی پر ڈالا
ہے میں اس کو چاک نہیں کرنا چاہتا۔''

عبد اللہ بن مسلم وہاں سے اٹھ کر گھر آیا اور یزید کو خط لکھا کہ ''کوفہ کی حکومت پر کسی طاقت ور آدمی کو بھیجئے جو آپ کے احکام بہ زور نافذ کر سکے۔ نعمان بہت کم زوری دکھا رہے ہیں۔''

یزید کو یہ خط ملا تو اس نے عبید اللہ بن زیادہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ حضرت نعمانؓ عنانِ حکومت اس کے سپرد کر کے شام چلے گئے۔ یہ ۶۰ ہجری کا واقعہ ہے۔ چند دن بعد یزید نے انھیں حمص کا والی مقرر کیا اور اس کی وفات تک وہ اسی عہدے پر فائز رہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ کی کوفہ سے واپسی کے کچھ عرصہ کے بعد کربلا کا واقعۂ ہائلہ پیش آیا جس میں سیّدنا حضرت حسینؓ، ان کے متعدد اعزہ و اقارب اور رفقاء نے شہادت پائی۔ سیّدنا حضرت حسینؓ کے پس ماندگان (جو خواتین، حضرت علی زین العابدینؒ بن حسینؓ اور چند بچوں پر مشتمل تھے) دمشق لے جائے گئے۔ جب وہ دمشق میں چند دن قیام کر چکے تو یزید نے ان کو حضرت نعمان بن بشیرؓ کے زیرِ حفاظت مدینہ منوّرہ روانہ کر دیا۔

حضرت نعمانؓ نے جہاں تک بن پڑا، ان مصیبت زدہ مسافروں کی مدد کی اور راستے میں انھیں کوئی تکلیف نہ ہونے دی۔ جہاں یہ قافلہ منزل کرتا تھا۔ حضرت نعمانؓ اور ان کے ساتھی پردہ کے خیال سے الگ ہٹ جاتے تھے۔ جب یہ قافلہ مدینہ منوّرہ پہنچا تو حضرت زینب بنتِ علیؓ اور حضرت فاطمہ بنتِ علیؓ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کو ان کے حسنِ سلوک کے عوض اپنے کنگن اور بازو بند اتار کر پیش کیے اور ساتھ ہی معذرت کی کہ اس وقت ان چیزوں کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں کہ آپ کی خدمت کا معاوضہ دیں۔

حضرت نعمانؓ اشک بار ہو گئے اور کہا:

''اے بناتِ رسولؐ خدا کی قسم میں نے جو کچھ کیا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا
کے لیے اور رسول اللہ ﷺ سے آپ کی قرابت کے خیال سے کیا ہے کسی
دنیاوی منفعت کے لیے نہیں کیا۔ یہ زیور لے کر میں اپنا اجر ضائع نہیں
کروں گا۔ خدا کے لیے انھیں اپنے پاس ہی رکھیے۔''

(۴)

یزید کو حضرت حسینؓ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بھی بڑا خطرہ تھا جو مکہ میں مقیم تھے اور اس کی بیعت پر آمادہ نہیں تھے۔ واقعۂ کربلا کے بعد اس نے چند آدمیوں کو ابنِ زبیرؓ سے بیعت لینے کے لیے مکہ بھیجا۔ ابنِ زبیرؓ نے انھیں یہ جواب دیا کہ:

''میں یزید کی کسی بات کا جواب نہ دوں گا (بہ روایتِ دیگر میں یزید کی کوئی بھی بات نہ مانوں گا) میں باغی نہیں ہوں لیکن میں اپنے کو دوسرے کے قبضہ میں بھی کبھی نہ دوں گا۔''

ان لوگوں نے واپس جا کر یزید کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے جواب سے آگاہ کیا تو وہ ان کی طرف سے اور بھی کھٹک گیا اب اس نے معززینِ شام کا ایک اور وفد مرتّب کیا اور اسے ابنِ زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ اس وفد میں حضرت نعمان بن بشیرؓ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ مسجدِ حرام میں جا کر حضرت ابنِ زبیرؓ سے ملے اور انھیں یزید کی بیعت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس پر ابنِ زبیرؓ نے وفد کے ایک رکن عبداللہ بن عضاۃ اشعری سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا اس حرم میں میرے ساتھ لڑنا حلال ہوگا؟''

ابنِ عضاۃ نے جواب دیا۔ ''ہاں اگر آپ امیر المؤمنین کی اطاعت نہ کریں۔''

ابنِ زبیرؓ نے حرم کے ایک کبوتر کی طرف اشارہ کر کے کہا ''کیا اس کبوتر کا مارنا حلال ہے۔''

ابنِ عضاۃ نے کہا ''ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ امیر المؤمنین کا نافرمان ہے۔''

ابنِ عضاۃ سے گفتگو کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ کو تخلیہ میں لے گئے اور ان سے کہا:

''میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تیرے نزدیک میں افضل ہوں یا یزید؟''

حضرت نعمانؓ: ''آپ''

حضرت ابنِ زبیرؓ: ''کیا میرے والد افضل ہیں یا یزید کے؟''

حضرت نعمانؓ: ''آپ کے''

حضرت ابنِ زبیرؓ: ''میری والدہ بہتر ہیں یا یزید کی؟''

حضرت نعمانؓ: ''آپ کی۔''
حضرت ابنِ زبیرؓ: ''میری خالہ افضل ہیں یا یزید کی؟''
حضرت نعمانؓ: ''آپ کی۔''
حضرت ابنِ زبیرؓ: ''میری پھوپھی افضل ہیں یا یزید کی۔''
حضرت نعمانؓ: ''آپ کی ـــــــــ آپ کے والد زبیرؓ والدہ اسماء بنتِ ابی بکرؓ ـــــ خالہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور پھوپھی ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنتِ خویلدؓ۔''
حضرت ابنِ زبیرؓ نے کہا: ''پھر بھی تم مجھ کو مشورہ دیتے ہو کہ میں یزید کی بیعت کرلوں۔''
حضرت نعمان بن بشیرؓ نے کہا، ''اگر آپ میرا مشورہ چاہتے ہیں تو میں آپ کو یہ رائے نہ دوں گا۔ اور آئندہ کبھی آپ کے پاس آؤں گا بھی نہیں۔''
اس کے بعد یہ وفد واپس یزید کے پاس چلا گیا۔

یزید کی موت اور معاویہ بن یزید کی حکومت سے دست برداری کے بعد ۶۴ ہجری میں حضرت نعمان بن بشیرؓ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی بیعت کرلی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے انھیں اپنی طرف سے حمص کا حاکم مقرر کیا اور شام کے بعض دوسرے اضلاع کا والی ضحاک بن قیس کو بنایا۔ نئے اُموی خلیفہ مروان بن الحکم نے ایک مضبوط لشکر ضحاک بن قیس کو مطیع کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت نعمانؓ کو خبر ہوئی تو انھوں نے کچھ فوج شرحبیل بن ذوالکلاع کی قیادت میں ضحاک بن قیس کی مدد کے لیے بھیجی۔ مرج رہط کے مقام پر مروان کے لشکر اور ضحاک بن قیس کی فوج کے درمیان خونریز لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں ضحاک بن قیس کو ہزیمت ہوئی۔ حضرت نعمانؓ کو اطلاع ملی تو وہ رات کو حمص سے نکل کھڑے ہوئے۔ مروان نے خالد بن عدی الکلاعی کو سواروں کا ایک دستہ دے کر تعاقب کے لیے روانہ کیا۔ خالد بن عدی نے انھیں حمص کے نواح میں بیران نامی ایک گاؤں میں جا گھیرا اور شہید کرکے ان کا سر کاٹ لیا۔ پھر اس نے حضرت نعمانؓ کے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا اور انھیں حضرت نعمانؓ کے سر سمیت مروان کے سامنے لے جا کر پیش کیا۔ مروان نے حضرت نعمانؓ کا سر ان کی اہلیہ کی گود میں ڈال دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی اہلیہ نے خود درخواست کی کہ ان کا سر میری گود میں دے دو۔ بہر صورت یہ ایک عبرتناک واقعہ تھا۔ اوّل اِس لیے کہ یہ اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا تھا کیوں کہ اسلام

لاشوں کی بے حرمتی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسرے اس لیے کہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے بیس سال سے زیادہ عرصہ تک خلوصِ نیت سے بنوامیہ کی خدمت کی لیکن بالآخر ایک اموی حکمران ہی کے ہاتھوں شہادت پائی۔

حضرت نعمانؓ کا واقعۂ شہادت ۶۵ ھ میں پیش آیا۔ اس وقت ان کی عمر ۶۴ برس کے لگ بھگ تھی۔ ان کی اولاد میں تین لڑکوں کے نام معلوم ہیں محمد، بشیر اور یزید۔

(۵)

حضرت نعمان بن بشیرؓ نہایت پسندیدہ عادات وخصائل کے مالک تھے۔ اہلِ سیَر نے ان کے حلم وتحمل، رحم دلی، نرم مزاجی اور جود وسخا کی بڑی تعریف کی ہے۔ ان کی زندگی کا ایک طویل حصہ سخت پُر آشوب حالات میں گزرا لیکن انھوں نے حتی الوسع خونریزی سے گریز کیا اور نازک سے نازک موقعوں پر بھی اپنی طبیعت کو قابو میں رکھا۔ ابنِ جریر طبری نے ان کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی ہے —— ''وہ بردبار، عبادت گزار اور عافیت پسند تھے۔''

حافظ ابنِ عبدالبرؒ نے ''الاستیعاب'' میں ان کی فیاضی کے بارے میں ایک دل چسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ (یزید کے عہدِ حکومت میں) جب وہ حمص کے والی تھے، (مشہور شاعر) اعشیٰ ہمدانی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، میں یزید کے پاس گیا اور اس سے مدد کی درخواست کی لیکن اس نے میری درخواست کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اب آپ کے پاس آیا ہوں کہ کچھ قرابت کا پاس کریں اور میرا قرض ادا کر دیں۔ حضرت نعمانؓ اس وقت تہی دست تھے قسم کھا کر کہا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں۔ اعشیٰ ان کا جواب سن کر بہت مایوس ہوا۔ حضرت نعمانؓ کو اس پر رحم آ گیا کچھ دیر سوچ کر کہا ''ہنہ'' پھر لوگوں کو جمع کیا اور بیس ہزار کے مجمع کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر کہا:

''لوگو! اعشیٰ ہمدانی تمھارے پاس آئے ہیں وہ تمھارے ابنِ عم ہیں۔
مسلمان ہیں اور اعلیٰ حسب ونسب رکھتے ہیں۔ گردشِ زمانہ نے ان کو روپیہ
کا محتاج کر دیا ہے۔ اب تمھاری کیا رائے ہے۔''

تمام حاضرین نے بیک زبان کہا ''آپ جو حکم دیں ہم اس کی تعمیل کریں گے۔''

حضرت نعمانؓ نے فرمایا ''نہیں میں تمھیں اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دوں گا۔ تم خود ہی ان کی مدد کی کوئی صورت نکالو۔''

لوگوں نے کہا'' آپ فی کس ایک دینار مقرر کردیں۔''

انھوں نے فرمایا'' نہیں دو شخص مل کر ایک دینار دیں۔''

سب نے کہا'' بہ سرو چشم۔''

اس پر انھوں نے فرمایا کہ اس وقت میں اعشیٰ کو سرکاری خزانہ سے (حساب کرکے) رقم دے دیتا ہوں، جب تنخواہ کا روپیہ برآمد ہوگا تو رقم وضع کردی جائے گی۔ چناں چہ انھوں نے اعشیٰ کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ سراپا شکر و سپاس بن گیا۔ اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے۔

فلم ار للحاجات انکما شھا ۔۔۔ کنعمان اعنی ذو الندی ابن بشیر

اذا قال اوفی بالمقال ولم یکن ۔۔۔ کمدل الا الاقوال حبل غرور

فلولا اخو الانصار کنت کنازل ۔۔۔ ثوی لم ینقلب بنقیر

متی اکفر النعمان لم اک شاکرا ۔۔۔ ولا خیر فیمن لم یکن بشکور

یعنی ـــــ حاجتوں کے پیش آنے کے وقت میں نے سخی نعمان بن بشیر کی طرح کسی کو نہیں دیکھا۔

جب وہ کچھ کہتے ہیں تو اس کو ایفا کرتے ہیں اس شخص کی طرح نہیں جو لوگوں کی طرف دھوکے کی رسی لٹکاتے ہیں۔

اگر یہ انصاری نہ ہوتے تو میں اس شخص کی طرح ہوتا جو کہیں اتر کر ٹھہرے اور کچھ لے کر نہ لوٹے۔

جب میں نعمانؓ کا کفران کروں تو مجھ میں احسان مندی کا مادہ نہیں کہ جو شکر گزار نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

(۶)

علم و فضل کے اعتبار سے حضرت نعمان بن بشیرؓ نہایت بلند مقام پر فائز تھے یہ درست ہے کہ وہ عہدِ رسالت میں کم عمر تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے علم کا شوق ان کی جبلت میں ودیعت کیا تھا اور ساتھ ہی نہایت قوی حافظہ کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ وہ جو کچھ لسانِ رسالتؐ سے سنتے تھے اس کو

(۳) ''ایک دن رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت آفتاب کو گہن لگ چکا تھا۔ آپؐ نے اتنی دیر تک نماز پڑھی کہ آفتاب صاف ہوگیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ جب چاند اور سورج کو گہن لگتا ہے تو کسی ایسے شخص کی موت پر لگتا ہے جو اس وقت زمین پر سب سے بڑی ہستی ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نہ ان کو (سورج اور چاند کو) کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ پیدائش کی وجہ سے۔ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی تبدیلی اپنی مخلوق میں پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب کسی کو گہن لگا کرے تو نمازیں پڑھا کرو تا آں کہ گہن چھوٹ جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا کرشمہ دکھلائے۔'' (نسائی)

(۴) ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپؐ (اپنے ایک خطاب میں) فرماتے تھے، میں نے تمھیں آتشِ دوزخ سے خبردار کر دیا ہے، میں نے تمھیں دوزخ کے عذاب سے آگاہ کر دیا ہے۔ آپؐ یہ بات اتنی بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ اگر آپؐ اس جگہ ہوتے جہاں اس وقت میں ہوں (اور یہاں سے فرماتے) تو بازار والے بھی آپؐ کے اس ارشاد کو سن لیتے اور (اس وقت آپؐ پر جو خاص کیفیت طاری تھی) یہاں تک کہ آپ کی کملی جو اس وقت آپؐ اوڑھے ہوئے تھے آپؐ کے قدموں کے پاس آ گری۔''

(مسند دارمی)

(۵) ''رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کراتے تھے جیسے تیروں کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ ایک دن آپؐ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دیں کہ آپؐ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا، اللہ کے بندو، اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔'' (صحیح مسلم)